

علماء کرام کی ذمہ داریاں!

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرات علماء کرام اپنے اپنے حلقے میں دین کے پیشوا اور قوم کے مقتدا ہیں۔ ان کے اس رفیع منصب کے لحاظ سے ان پر بڑی گرانقدر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اس لیے ہم سب کا فرض ہے کہ ان عظیم الشان ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور ان سے عہدہ بردار ہونے کی تدابیر کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی جو امانت ہمارے سپرد کی گئی ہے، اس کے لیے ہم فکر مند ہوں اور امت کو آنحضرت ﷺ کے راستے پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

۱۔ جو حضرات امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، انہیں اس بات کی حرص ہونی چاہیے کہ ان کے وجود سے علاقے کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ دینی نفع پہنچے اور لوگوں کا تعلق مساجد کے ساتھ قائم ہو، اس کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں:

الف:- قرآن کریم، حدیث نبوی اور مسائل فقہیہ کا درس باقاعدگی اور التزام سے دیا جائے اور ان کے لیے مناسب وقت تجویز کیا جائے۔

ب:- جن مساجد میں قرآن کریم کے مکاتب نہیں وہاں قائم کیے جائیں اور جہاں مکاتب قائم ہیں ان کی نگرانی کی جائے، ان کو فعال بنایا جائے اور ترغیب دے کر بچوں کو وہاں لایا جائے، تاکہ محلے کا ایک بھی بچہ ایسا نہ رہے جو کم از کم ناظرہ قرآن کریم پڑھنے سے محروم ہو۔ اسی طرح لوگوں کو قرآن کریم حفظ کرانے کی ترغیب دلائی جائے۔

ج:- تعلیم بالغان کا بھی اہتمام کیا جائے اور لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے کا شوق دلایا جائے، نیز اس مقدس کام کے لیے خود وقت دیا جائے۔

د:- نوجوان طبقہ کو دین سے مانوس کرنے کی سعی کی جائے اور ان کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے بھی وقت دیا جائے۔

ہ:- جمعہ کے خطبات کیف ما اتفق نہ ہوں، بلکہ ان کے لیے اہم دینی موضوعات کو ایک خاص ترتیب سے منتخب کیا جائے اور جس موضوع پر خطاب کرنا ہو اس کے لیے پوری تیاری کی

جائے، نیز مؤثر انداز میں موضوع کا حق ادا کیا جائے۔ خطابت میں ترغیبی پہلو کو غالب رکھا جائے اور بات ایسے سچے تلے انداز میں کی جائے جس سے نہ صرف بات ذہن نشین ہو جائے، بلکہ سامعین کی فکری و عملی اصلاح بھی ہو۔

و:- جن مساجد میں تبلیغی جماعت کے حلقے قائم ہیں ان سے ربط و تعلق رکھا جائے، ان کی بھرپور اعانت و سرپرستی کی جائے اور نوجوانوں کو ترغیب دے کر تبلیغی جماعت سے وابستہ کرنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔

ز:- جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ فرق باطلہ اور قدیم و جدید ملحدانہ نظریات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، ہم اس کوشدت کے ساتھ محسوس بھی کرتے ہیں، لیکن یا تو اس کی اصلاح کی کوئی تدبیر نہیں کرتے یا ان کا رد ایسے انداز میں کرتے ہیں کہ بجائے لوگوں کے ذہن کو صاف کرنے کے انہیں متغیر کر دیتے ہیں۔ اس لیے بڑی ضرورت ہے کہ تمام فرق باطلہ (مثلاً قادیانیت، رض، انکار حدیث، انکار عظمت صحابہؓ، کیپٹل ازم، کمیونزم اور لادینیت وغیرہ) پر گہری نظر رکھی جائے، ان پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور مثبت انداز میں قوم کے ذہن کی تعمیر کی جائے۔ تقریر میں کسی خاص فرقے یا نظریے کا نام لیے بغیر وقتاً فوقتاً باطل نظریات کی اصلاح کی جاتی رہے، مثلاً انکار حدیث کے فتنہ کی اصلاح مقصود ہو تو آنحضرت ﷺ کے ارشادات طیبات کی عظمت اس طرح اجاگر کی جائے کہ منکرین حدیث کا سحر ٹوٹ جائے۔ رض و تشیع کی تردید منظور ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب والہانہ انداز میں بیان کیے جائیں۔ قادیانیت کی تردید مقصود ہو تو آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے تقاضے ذہن نشین کرائے جائیں اور استخفاف ائمہ دین کی اصلاح مقصود ہو تو حضرات ائمہ اجتہاد کی ہستیوں اور ان کے احسانات کا مؤثر انداز میں تذکرہ کیا جائے، علیٰ ہذا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ انفرادی و نجی محفلوں میں بھی فرق باطلہ کا رد کیا جاتا رہے۔ خصوصاً اگر کوئی شخص کسی غلط نظریے سے متاثر ہوتا نظر آئے تو بہت حکمت و دانائی اور نرمی و شفقت سے اس کو صحیح بات کی تلقین کی جائے اور اس کی غلط فہمی کی اصلاح کی جائے۔

ح:- خطبات کے دوران نیز نجی محفلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین خصوصاً اپنے اکابر دیوبند کے حالات و واقعات اور ملفوظات و ارشادات بیان کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ حکایات و واقعات سے اکابر سے عقیدت پیدا ہوگی اور یہی تمام بدعات اور سارے فتنوں کا تریاق ہے۔

۲- جو حضرات تجارت یا کاروبار کی لائن سے وابستہ ہیں وہ اس کو صرف اپنا ذریعہ معاش نہ سمجھیں، بلکہ اُسے ذریعہ تبلیغ اور مرکز دعوت تصور کریں اور اس کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر ہو سکتی ہیں:

الف:- بیع و شراء اور کاروبار سے متعلق احکام شرعی کو خوب محفوظ کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

ب:- جو گاہک دکان پر آئے یا جس شخص سے معاملہ کرنا پڑے، باتوں باتوں میں اس کو

احکام شرعیہ کی یاد دہانی کی جاتی رہے۔

ج:- اس امر کی کوشش کی جائے کہ آس پڑوس کے دکانداروں کے ساتھ کچھ دینی باتیں ہو جایا کریں اور اس کے لیے کچھ لمحات تجویز کر لیے جائیں۔

د:- بازار میں حق تعالیٰ سے غفلت چونکہ عام ہوتی ہے، اس لیے وہاں ذکر اللہ کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے، لہذا کوشش ہونی چاہیے کہ کوئی ہلکا پھلکا ذکر، تسبیح، درود شریف وغیرہ زبان پر جاری رہے اور اس کی عادت بنالی جائے۔

ه:- کاروبار میں عام طور سے نمازوں سے غفلت ہو جاتی ہے، اس لیے اس کا ضروری اہتمام کیا جائے کہ اذان ہوتے ہی قریب کی مسجد میں نماز باجماعت ادا ہو۔

و:- حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بزرگان دین اور اپنے اکابر رحمۃ اللہ علیہم کے واقعات و حالات کا مطالعہ اور مذاکرہ رکھا جائے۔

۳- جو حضرات جدید تعلیم گاہوں میں تعلیم و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں، ان کو حق تعالیٰ نے دینی دعوت کا ایک اہم اور وسیع میدان عطا فرمایا ہے، وہ اپنے عالمانہ وقار اور مومنانہ کردار کے ذریعے دین کی بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

الف:- آج کل تعلیمی اداروں کا ماحول غیر دینی ہے۔ ہمارے علمائے کرام جب اس غیر دینی ماحول میں قدم رکھتے ہیں تو ماحول کو متاثر کرنے کے بجائے بسا اوقات خود ماحول سے متاثر ہو کر احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ ماحول ان کے علمی و دینی افادات سے محروم ہو جاتا ہے۔ ان حضرات کو ماحول سے مرعوب نہیں ہو جانا چاہیے، بلکہ یہ تصور کرنا چاہیے کہ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں دین کی دولت اور سنت نبوی (ﷺ) کی عظیم الشان نعمت سے نوازا کر اس بگڑے ہوئے ماحول کے لیے مسیحا بنا کر یہاں بھیجا ہے اور جو دولت ان کے سینے میں حق تعالیٰ نے ودیعت رکھی ہے وہی اس ماحول کے لیے تریاق ہے، اس لیے انہیں خود اس ماحول کے مطابق نہیں ڈھلنا ہے، بلکہ اس ماحول کو سنت نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ڈھالنا ہے۔

ب:- وہ اپنے رفقاء کار (اساتذہ) کو دین کی ترغیب دیں، اپنی تعلیم گاہ میں دینی شعائر کی سر بلندی کے لیے تدابیر سوچیں اور اس کے لیے مناسب انداز میں مشورے دیں۔

ج:- جو طلبہ ان کے ہاں زیر تعلیم ہوں ان میں دینی رنگ پیدا کرنے کی کوشش کریں، انہیں قرآن و حدیث کی ہدایات سے آگاہ کریں، بزرگان دین کے واقعات سنائیں، انہیں نیکی کی ترغیب دلائیں، اخلاق حسنہ کی تلقین کریں اور دینی فرائض کی پابندی کا شوق دلائیں۔

د:- نوجوان طلبہ کو ”تبلیغی جماعت“ میں وقت دینے کی ترغیب دیں اور انہیں جماعت سے

ثواب حاصل کرنے کی نسبت گناہ سے پرہیز کرنا زیادہ اچھا ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)

وابستہ کرنے کی کوشش کریں۔

الغرض حضرات علماء کرام جس شعبہ میں بھی کام کر رہے ہوں اپنے آپ کو دین کا مبلغ تصور کریں اور مخلوق کو زیادہ سے زیادہ دینی نفع پہنچانے کا فکر و اہتمام کریں۔

۴۔ دوسروں کی فکر کے ساتھ ساتھ خود اپنی تکمیل کی فکر اور اپنے علم اور جذبہ عمل کو تازہ رکھنا بھی نہایت ضروری ہے اور اس کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر کی جائیں:

الف:- علمی ترقی کے لیے قرآن کریم، حدیث نبوی اور فقہ و فتاویٰ کا مطالعہ جاری رہنا چاہیے۔

۱۔ تفسیر میں بیان القرآن، فوائد عثمانی اور معارف القرآن۔

۲۔ حدیث میں مشکوٰۃ شریف، ریاض الصالحین، جمع الفوائد، ترجمان السنۃ، معارف

الحدیث اور حیات الصحابہؓ۔

۳۔ فقہ میں بہشتی زیور، عمدۃ الفقہ، امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔

۴۔ بزرگوں کے حالات و سوانح میں ”نقشِ حیات“، ”اشرف السوانح“، ”علماء ہند کا شاندار

ماضی“، ”ارواحِ ثلاثہ“، تذکرۃ الرشید“، ”تاریخ دعوت و عزیمت“ اور اس نوعیت کی دیگر کتابیں۔

ب:- عملی ترقی کے لیے حضرت تھانوی قدس سرہ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کیا جائے۔

ج:- حضرات علماء کرام کا شمار چونکہ خواص امت میں ہوتا ہے اور ان کی ترقی و تنزل سے

پوری امت متاثر ہوتی ہے، اس لیے اپنی اصلاح و تربیت کے لیے ہر عالم کا کسی متبع سنت شیخ کامل

سے وابستہ ہونا ناگزیر ہے اور حضرات علماء کرام کو اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

ماہنامہ ”بینات“ کی خصوصی اشاعتیں

①	حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ	=/ 350 روپے
②	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/ 300 روپے
③	حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/ 350 روپے
④	حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/ 300 روپے
⑤	حضرت مولانا عطاء الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/ 100 روپے
⑥	حضرت مفتی عبدالمجید دین پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/ 100 روپے

منی آرڈر بھیجنے والے حضرات ایک اشاعت خاص کے لیے سو روپے ڈاک خرچ بھی ہمراہ روانہ کریں۔

نوٹ